E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A. Urdu

Paper : 03. Urdu Zaban o Adab Ki Tareekh

Module Name/Title : Alami Manzar Name Mein Urdu Zaban Ka Farogh

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE, MANUU / Prof. David J.Mathews
PRESENTATION	Dr. Prof. David J.Mathews
PRODUCER	Md. Mujahid Ali

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی: 1 زبان کی تعریف اور ہند آریائی کا ارتقا

ساخت

1.1 تمہید
1.2 زبان کی تعریف
1.2.1 زبان اور بولی میں فرق
1.3 ہند آریائی کا ارتقا
1.3.1 ہندوستان میں آریاؤں کی آمد
1.4 قدیم ہند آریائی (1500ق۔م تا 500ق۔م)
1.5 وسطی ہند آریائی (500ق۔م تا 1000ء)
1.5.1 پہلا دور
1.5.2 دوسرا دور
1.5.3 تیسرا دور
1.6 جدید ہند آریائی (1000ء تا حال)
1.6.1 سندھی
1.6.2 لہندا
1.6.3 پنجابی
1.6.4 گجراتی
1.6.5 راجستھانی
1.6.6 مغربی ہندی
1.6.7 مشرقی ہندی
1.7 مغربی ہندی
1.7.1 کھڑی بولی
1.7.2 ہریانی
1.7.3 برج بھاشا
1.7.4 قنوجی
1.7.5 بندیلی
1.8 خلاصہ
1.9 نمونۂ امتحانی سوالات
1.10 فرہنگ
1.11 سفارش کردہ کتابیں

1.1 تمہید

بولنے، بات کرنے، اپنے احساسات، جذبات وخیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے صوتی اور لفظی وسیلے کو زبان کہتے ہیں۔ جو ہماری قوت گویائی اور ترسیلی جبلت کو حقیقی شکل عطا کرتی ہے۔ یہی ہماری قوت گویائی ہے جس کی وجہ سے انسان کو ''حیوان ناطق'' کہا گیا ہے۔

زبان کی دو مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ایک اس کی ظاہری صورت، دوسرے اس کی معنوی صورت۔اگر آواز اپنی معنوی حیثیت کو الفاظ کے ذریعے پوری طرح ادا نہ کرسکتی ہوتو زبان کا اصل مقصد یعنی ترسیل وابلاغ کا عمل پورا نہیں ہوسکتا۔الفاظ اور معنی میں تال میل اور مناسب ربط وتعلق ہی سے زبان کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

زبان ایک زندہ حقیقت ہے جس میں مسلسل تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ان تبدیلیوں کے دوران بولیاں زبانوں میں تبدیل ہوتی ہیں یا پھر تغیرات زمانہ سے زبان، بولیوں کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔زبان اور بولی کے فرق کو ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔زبان کے استعمال کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور بولیوں کا محدود۔زبان زندگی کے مختلف شعبوں میں تحریری اور تقریری شکل میں کام آتی ہے۔زبان سے دیگر علوم کے علاوہ ادبی تخلیق کا کام لیا جاتا ہے جب کہ بولی میں یہ صلاحیت بہت کم ہوتی ہے۔تاہم یہ ایک لسانی حقیقت ہے کہ زبانوں کی تشکیل میں بولیوں کی بڑی اہمیت ہے۔

زماں ومکاں کے اعتبار سے زبانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ان میں کبھی اشتراک ہوتا ہے تو کبھی اختلاف اور کبھی یکسانیت۔جس کی وجہ سے زبانوں کے مختلف خاندان ہوگئے ہیں یا انہیں مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔بعض امتیازی خصوصیات کی بنا پر زبانوں کے ہند یوروپی خاندان کی بڑی اہمیت ہے۔ہندوستان میں ہند یوروپی خاندان کا سلسلہ بڑا دراز ہے۔یہ خاندان اپنے ارتقائی دور میں ہند ایرانی سے گزر کر ہند آریائی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ہند آریائی کا ارتقا تین مختلف ادوار میں ہوا ہے:

1. قدیم ہند آریائی
2. وسطی ہند آریائی
3. جدید ہند آریائی

جدید ہند آریائی سے تعلق رکھنے والی کئی شاخیں ہیں جن میں سے ایک مغربی ہندی کی بھی شاخ ہے۔اس شاخ میں پانچ بولیاں شامل ہیں۔کھڑی بولی اسی شاخ کی ایک بولی ہے جس پر اردو اور ہندی کی بنیادیں قائم ہیں۔ہماری زبان اردو کی ابتدا اور ارتقا کے لیے ہمیں اوپر بیان کیے گئے مسائل پر اگلے اوراق میں غور کرنا ہوگا۔

1.2 زبان کی تعریف

انسان حیوان ناطق ہے۔یعنی وہ بول سکتا ہے۔اپنے جذبات، خیالات اور احساسات کو دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔زبان کی تخلیق انسان کی سب سے بڑی ایجاد ہے۔زبان انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیت کا سب سے بڑا اور اولین نمونہ ہے۔قدیم زمانے میں لوگوں نے زبان سے پہلے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے اوزار، ہتھیار اور آلات بنائے ضرور تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو آلہ اس نے اپنی زندگی کو سماجی، معاشرتی اور تمدنی طور پر ترقی پذیر بنانے کے لیے تیار کیا وہ زبان ہی ہے۔

علم اللسان میں نہ تو محض خیالات و جذبات کو دوسرے تک پہنچا دینے کو زبان کہتے ہیں، نہ آوازوں کے مجموعے کو۔معروف ماہر لسانیات ڈاکٹر سید غلام محی الدین قادری زور نے اپنے مضمون ''زبان کی ماہیت، آغاز اور تشکیل'' میں کہا ہے کہ زبان خیالات کا ذریعۂ اظہار ہے۔اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے توسط سے انسانوں کے ذہنی مفہوم و دلائل اور ان کے عام خیالات کی ترجمانی کرے۔پروفیسر گوپی چند نارنگ نے زبان کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ زبان آوازوں اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔یعنی زبان یا الفاظ خیالوں یا چیزوں کی صوتی علامتیں ہیں اور اس کا مقصد دوسروں تک اپنے خیالات کا پہنچانا ہوتا ہے۔بے معنی آوازوں کے مجموعے کو زبان نہیں کہہ سکتے۔زبان، آواز انسان کی اس ترقی یافتہ حالت کا پتا دیتی ہے جب اس نے محض اشاروں اور کنایوں سے آگے بڑھ کر ارتقا پذیر قوتِ گویائی سے کام لینا شروع کیا، جس میں معنی کی قید لگا کر زبان کو جانوروں کی آواز سے الگ کر دیا۔

اس طرح زبان کی دو مختلف حیثیتیں ہوگئیں۔ایک اس کی ہیئت یعنی Form جو مختلف آوازوں کی صورت میں آتی ہے۔دوسری حیثیت اس کی معنوی حیثیت ہے جس کا تعلق ذہن سے ہوتا ہے۔اگر آواز اپنی معنوی حیثیت کو پوری طرح ظاہر نہ کرے تو اس سے زبان کا اصل مقصد یعنی ترسیل وابلاغ کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زبان کی صورت و معنی' ظاہر و باطن دونوں میں گہرا امتزاج لازمی ہے۔زبان کی ان دونوں حیثیتوں کے باہمی ربط کی مضبوطی' طاقت اور تنوع سے وہ ہر قدم پر انسانی عمل سے وابستہ ہوگئی ہے۔انسانی اعمال وحرکات چوں کہ ہر لحہ تغیر' تسخیر اور تحقیق سے عبارت ہیں اس لیے زبان میں بھی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔زبان عام طور پر فطری ارتقا کی پابند ہوتی ہے لیکن انسان کی سماجی ضرورتیں اس کی تشکیل کرتی ہیں اور شعوری طور پر بھی اس میں تبدیلی لاتی ہیں۔

1.2.1 زبان اور بولی میں فرق

لسانی تغیرات کے سلسلے میں زبان کو بولیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔تغیرات زمانہ سے بعض بولیاں' زبانوں کی شکل اختیار کرلیتی ہیں اور کبھی زبانیں بولی تک محدود ہوکر رہ جاتی ہیں۔زبان اور بولی میں کیا فرق ہے؟ سیدھے سادے اور عام فہم انداز میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زبان کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور بولی کا محدود ہوتا ہے۔زبان کے بولنے والوں کی تعداد دور دور تک پھیلی ہوتی ہے جب کہ بولی بولنے والوں کے مخصوص جغرافیائی حدود ہوتے ہیں۔ذرا سا غور کرنے کے بعد اسی بات کو ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک زبان کے علاقے میں کئی بولیاں بولی جاسکتی ہیں لیکن ایک بولی والے علاقے میں کئی زبانیں نہیں ہوسکتیں۔وسیع تر معنوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان سے ادبی تخلیق کا کام لیا جاتا ہے نیز تعلیمی' انتظامی' عدالتی' سیاسی اور تہذیبی شعبوں میں زبان ہی کام آتی ہے لیکن بولی میں یہ تاب وتواں نہیں ہوتی۔

بعض ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ زبان اور بولی میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔بولی ہی ترقی کرکے زبان کا مرتبہ حاصل کرلیتی ہے۔امریکی ماہر لسانیات وٹنے (whitney) کا نظریہ ہے کہ زبان اور بولیوں کا تعلق ایک دائرے کی شکل میں رہتا ہے۔زبان کچھ عرصے بعد بولیوں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔یہ بولیاں پھر زبان کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔اس طرح یہ چکر برابر چلتا رہتا ہے۔لیب نیز (Leibniz) نے اٹھارہویں صدی کے شروع ہی میں یہ نظریہ قائم کیا تھا کہ مختلف زبانیں الگ الگ بولیوں کی شکل میں آگے بڑھتی ہیں۔

زبانوں کی تشکیل پر غور کریں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ان میں کبھی اختلاف واضح ہوتا ہے تو کبھی اشتراک یا مماثلتیں واضح اور صاف نظر آتی ہیں۔زبانوں کے آپسی اختلاف' اشتراک اور مماثلتوں کی بنیادوں پر زبان کو چند خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

لسانی خاندانوں کا جو سلسلہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ان میں بعض امتیازی خصوصیات کی بنا پر ہند یوروپی خاندان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔اس سلسلے کی زبانیں نہ صرف دنیا کے سب سے بڑے رقبے میں بولی جاتی ہیں بلکہ یہ کسی نہ کسی شکل میں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. زبان کی تعریف کیجیے۔
2. زبان کی دو مختلف حیثیتیں کون سی ہیں؟
3. زبان اور بولی میں کیا فرق ہے؟
4. زبانوں کے خاندانوں کی تقسیم کن بنیادوں پر ہوتی ہے؟

1.3 ہند آریائی کا ارتقا

ہندوستان میں ہند یوروپی زبانوں کا سلسلہ تقریباً 3500 ق۔م (قبل مسیح) سے ملتا ہے۔ہند یوروپی زبانیں ترقی کرتی ہوئی جب 2000 سال ق۔م میں اپنی دوسری منزل پر پہنچتی ہیں تو انہیں "ہند ایرانی" کا نام دیا گیا۔ہند یوروپی زبانوں میں ادب اور زبان دونوں حیثیتوں سے ہند ایرانی کو سب سے قدیم اور اہم سمجھا جاتا ہے۔ہند ایرانی آگے بڑھتی گئی تو تین شکلیں اختیار کرتی ہے۔اس زبان کا جو گروہ ایران میں مقیم رہا اس سے ایرانی زبان کا سلسلہ

ملتا ہے۔ کچھ لوگ کشمیر اور اس کے آس پاس تک پہنچ گئے وہاں ''پشاچہ'' زبانوں کا سلسلہ پھیلا اور جب آریوں کا ایک گروہ بڑی تعداد میں اپنے لسانی ورثے کے ساتھ ہندوستان میں آیا تو یہیں سے ہند آریائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہندوستان کی موجودہ زبانیں اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جن میں اردو بھی ایک ہے۔ اردو کی ابتدا اور ارتقا کا مطالعہ کرنے کے لیے ہند آریائی کے ارتقا کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جس کا گہرا تعلق ہندوستان میں آریاؤں کی آمد سے ہے۔

آریاؤں کی قدیم کتابوں میں ان کے اصل وطن اور ہندوستان میں ان کی آمد کے سلسلے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ زیادہ تر مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ خانہ بدوش لوگ تھے جو دنیا کے مختلف خطوں میں پھیل گئے۔ جہاں بھی گئے وہ کسی منظم شکل میں مقیم نہیں رہے بلکہ تلاش معاش میں جہاں مناسب جگہ ملی وہیں چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو کر آباد ہو گئے۔ ہندوستان ایک زرخیز ملک تھا۔ یہاں خوش حال زندگی گزارنے کے پورے امکانات موجود تھے۔ اس لیے ان کی بڑی تعداد یہاں آ گئی۔ بعض قدیم کتابوں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ آریا لوگ تبت سے ہندوستان میں آئے۔ چند سنسکرت کے عالموں کا خیال ہے کہ یہ ہندوستان ہی کے باشندے تھے جو بعد میں مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ تاہم ان نظریات کے متعلق کوئی تحقیقی ثبوت نہیں ملتا۔ زیادہ تر محققین اس بات پر متفق ہیں کہ آریوں کا اصل وطن وسطی ایشیا تھا۔ یہ لوگ جنوب مغربی روس کے علاقے سے چل کر عراق، ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچے۔

1.3.1 ہندوستان میں آریاؤں کی آمد

ہندوستان میں آریاؤں کے داخلے کا زمانہ 1500 ق۔م مقرر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں آریاؤں کا سابقہ دراوڑی اور آسٹرک قوموں سے پڑا۔ دراوڑی سے ان کا مقابلہ مغربی اور شمال مغربی ہندوستان میں ہوا۔ جب کہ آسٹرک زیادہ تر مشرقی اور وسطی ہند کے علاقوں میں آباد تھے۔ ان قوموں کو زیر کرنے میں انہیں کافی جدوجہد کرنی پڑی۔ اس جدوجہد کی جھلکیاں رگ وید کے بعض قصوں میں پائی جاتی ہیں۔ فاتح اور مفتوح آخر میں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں آریاؤں کا ایک ایسے تمدن سے سابقہ پڑا تھا جو کئی لحاظ سے آریاؤں کے تمدن پر فوقیت رکھتا تھا۔ آریاؤں نے دراوڑی مذہب سے بہت سے عناصر قبول کر لیے بعض دیوی دیوتاؤں کے تصورات اور دیومالا' کچھ کھانے پینے کی چیزیں' پان سپاری' لباس میں دھوتی اور ساری خالص دراوڑی عناصر ہیں۔ ان زبانوں کا آریائی زبان کی قواعد اور صوتیات پر کافی اثر پڑا اور آریائی زبان ''ہند ایرانی'' مرحلے سے گزر کر ''ہند آریائی'' شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہندوستان میں ہند آریائی ارتقا کو عام طور پر تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

.1	قدیم ہند آریائی	1500ق۔م تا 500ق۔م
.2	وسطی ہند آریائی	500ق۔م تا 1000ء
.3	جدید ہند آریائی	1000ء تا زمانہ حال

اپنی معلومات کی جانچ :

1. ہندوستان میں آریاؤں کی آمد کا زمانہ اندازاً کیا ہے؟
2. ہندیوروپی زبان ہند ایرانی کس طرح بنی؟
3. ہند ایرانی زبان کا ارتقا ہند آریائی تک کس طرح ہوا؟

1.4 قدیم ہند آریائی (1500ق۔م تا 500ق۔م)

اس دور میں ویدک اور سنسکرت زبانوں کا رواج زیادہ تھا جو دراصل سنسکرت کی قدیم شکل کا عہد ہے۔ اس دور میں چاروں وید یعنی (1) رگ وید (2) سام وید (3) یجروید (4) اتھروید ملتے ہیں۔ ہر قسم کے مذہبی اور علمی مطالعے میں سنسکرت کی بڑی اہمیت تھی۔ اس میں بڑے بڑے علما موجود تھے۔ قدیم سنسکرت پر آریاؤں کی آمد کا بڑا اثر پڑا جس کی وجہ سے سنسکرت کے تین مختلف روپ سامنے آتے ہیں۔ اس کا قدیم ترین روپ وہ ہے جب آریا پنجاب کے راستے سے داخل ہو کر شمال کے اکثر حصوں پر قبضہ کر چکے تھے۔ اس وقت شمال میں جو سنسکرت بولی جاتی تھی اس کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ دوسرا روپ سنسکرت کی وسطی بولی کا ہے جب آریا اپنے قدم بڑھا کر مدھیا دیش تک پہنچ چکے تھے۔ تیسرا روپ مشرقی بولی کا روپ ہے جب آریا مشرقی ہند تک

پہنچ چکے تھے ۔ ان علاقوں کی زبانیں دیسی بولیوں سے مل کر اپنا آریائی لہجہ کھو رہی تھیں ۔ مغربی ہندوستان کے آریا انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ''اسوروں'' کی نسل سے تعبیر کرتے تھے۔ان کی زبان کو ''براہمنہ'' میں اشدھ کہا گیا ہے۔اس عہد کی بولیوں میں سنسکرت کے الفاظ کا تلفظ مقامی اثر سے بدل گیا تھا اور دراوڑی الفاظ خاصی تعداد میں شامل ہو گئے تھے۔سنسکرت کی اس شکست و ریخت کو دیکھتے ہوئے زبان کو نئے سرے سے منظم کرنے کی کوششیں کی گئیں۔مقامی تعصبات سے الگ ہٹ کر سنسکرت کے ان الفاظ کو ٹکسالی مانا گیا جو سب جگہ رائج تھے۔اب لوگ ادب میں ایک خاص ٹکسالی زبان کا استعمال کرنے لگے اور یہ زبان سنسکرت (شدھ) ہوگئی۔ادبی سنسکرت کی سب سے پہلی جھلک ہمیں آخری براہمنوں، اپنشدوں اور سوتروں میں ملتی ہے۔ابتدا میں لفظ سنسکرت صفت کے طور پر استعمال ہوتا تھا جس کے معنی صاف اور شستہ زبان کے ہیں۔رفتہ رفتہ سنسکرت ایک زبان کا نام ہو گیا۔شستہ زبان ہونے کی وجہ سے ادبی تصنیفات اسی میں ہونے لگیں۔ادبی زبان ہونے کی وجہ سے اس زبان کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ وہ عوام سے ہٹنے لگی۔تقریباً اسی زمانے میں جین مت اور بدھ مت والوں نے اپنے اپنے مذہب کا پرچار مقامی بولیوں میں کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے مقامی بولیاں چمک اٹھیں۔سنسکرت کے عالموں اور ویدک مذہب کے علم برداروں کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں سنسکرت پھر مقامی زبانوں کی زد میں آ کر اپنا روپ نہ کھو دے۔ اس لیے یہ لوگ اپنی زبان کی سختی سے حفاظت کرنے لگے۔ نتیجے میں سنسکرت ایک فرقے کی زبان بن کر محدود دائرے میں رہ گئی۔ مذہبی رہنماؤں کی وجہ سے ''دیوبانی'' تو بن گئی لیکن عوام میں اس کی مقبولیت کم ہوتی گئی۔یعنی سنسکرت قابل احترام تو بن گئی لیکن قابل استعمال نہ رہی۔

اپنی معلومات کی جانچ :

1. قدیم ہند آریائی کا زمانہ کیا ہے؟
2. قدیم ہند آریائی میں کون کون سے وید ملتے ہیں؟
3. سنسکرت کے معنی کیا ہیں؟

1.5 وسطی ہند آریائی (500ق۔م تا 1000ء)

اس کے تین دور ہیں:

1.5.1 پہلا دور

500ق۔م سے مسیحی سنہ کی ابتدا تک کا دور ہے۔ یہ دور پالی کا دور ہے جب سنسکرت دیوبانی ہوگئی تو مقامی بولیاں ویدک زبان کے فطری رجحان پر چل پڑیں اور عوام کی زبان ایک مخلوط زبان ہوتی گئی۔ یہی پراکرت کا پہلا روپ تھا۔ پراکرت کا پہلا ادبی روپ ''پالی'' کا ہے۔ پالی کے سب سے قدیم نمونے بدھ اور جینیوں کی مذہبی کتابوں یا پھر اشوک (250ق۔م) کی لاٹوں پر کندہ کیے ہوئے ملتے ہیں۔لفظ پالی سنسکرت کے لفظ 'پنکتی' سے نکلا ہے۔ اس پالی کو قدیم مگدھی بھی کہتے ہیں۔ پالی میں مذہبی شاعری، کہانیاں اور قواعد و لغت بھی ملتے ہیں۔ پالی اس زمانے میں مقبول عام زبان تھی۔اس لیے جین مت اور بدھ مت کی تعلیمات اسی زبان میں دی جاتی تھیں۔

1.5.2 دوسرا دور

وسطی ہند آریائی کا دوسرا دور مسیحی سنہ کی ابتدا سے 500ء تک شمار کیا جاتا ہے۔ یہ دور پراکرت کا دور کہلاتا ہے۔ پراکرت کسی ایک زبان کا نام نہیں بلکہ کئی ایک زبانوں کے مجموعے کا نام ہے۔ پراکرت کے معنی ہیں ایسی زبانیں جو اپنے فطری انداز میں پھل پھول رہی ہوں۔اس عہد میں ادبی اور اہم پراکرتوں کی پانچ واضح شکلیں نظر آتی ہیں جن کے متعلق یہاں مختصر سی گفتگو کی جائے گی۔

1. **مہاراشٹری** : یہ جنوب کی پراکرت ہے۔مراٹھی اسی سے نکلی ہوئی زبان ہے۔ یہ شاعری اور موسیقی کی زبان سمجھی جاتی ہے۔سنسکرت کے ڈراموں کے گیت اسی میں لکھے جاتے تھے جس کی وجہ سے اسے ملک گیر مقبولیت حاصل ہوگئی۔اس میں حروف علت کی کثرت ہے جس کی وجہ سے لوچ زیادہ آ گیا ہے۔ پراکرتوں میں سب سے پہلے مہاراشٹری کی قواعد مرتب ہوئی۔اس میں نظم و نثر کا قیمتی سرمایہ ملتا ہے۔

2. **شورسینی**: اس کامرکز شورسین یعنی متھرا کا علاقہ تھا۔سنسکرت کے بعد اعلیٰ طبقے میں اگر کسی پراکرت کا رواج تھا تو وہ یہی زبان تھی جس پر سنسکرت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔

3. **مگدھی** : یہ پورے مشرقی ہندوستانیوں کی بولی تھی۔اس کامرکز مگدھ یعنی جنوبی بہار تھا۔چونکہ یہ آریاؤں کے مرکز سے دور تھی اس لیے اس پر غیر آریائی بولیوں کا شدید اثر ملتا ہے۔اس لیے آریا اس پراکرت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔سنسکرت ڈراموں میں نچلے طبقے کے کرداروں کے مکالمے اسی زبان میں لکھے گئے ہیں۔

4. **اردھ ماگدھی** :اس کے لفظی معنی آدھی مگدھی کے ہیں۔اس کا مقام اودھ اور مشرقی اتر پردیش تھا۔یہ تمام پراکرتوں میں سب سے قدیم ہے۔اس میں اشوک کی تعلیمات کا بھی پرچار ہوا ہے۔مغربی ہندوستان کے رہنے والے اسے ''پراچیہ'' کہا کرتے تھے۔پراچیہ کے تحت مگدھی اور اردھ مگدھی دونوں آجاتی ہیں۔اس کا رواج اس زمانے کے شاہی خاندانوں میں بھی رہا ہے۔شاہی زبان ہونے کی وجہ سے یہ دوسری پراکرتوں پر بھی اثر انداز ہوئی۔اس میں نظم ونثر دونوں ملتے ہیں۔

5. **پیشاچی**: سنسکرت میں پیشاچ ''بھوت'' کو کہتے ہیں۔پیشاچی کے معنی ''کچا گوشت کھانے والے'' کے بھی بتائے جاتے ہیں۔یہ سنسکرت کی ایک ہم عصر بولی ہے۔یہ زبان بول چال میں زیادہ استعمال ہوتی رہی ہے جس کی وجہ سے اس میں کئی بولیوں کی ملاوٹ عمل میں آئی اس لیے سنسکرت کے علما اسے بڑی حقارت سے دیکھتے تھے۔

1.5.3 تیسرا دور

یہ دور 500 ء تا 1000ء پر محیط ہے۔یہ دوراَپ بھرنش کا دور کہلاتا ہے۔اَپ بھرنش کے معنی بگڑی زبان کے ہیں۔اَپ بھرنش کا لفظ پہلی بار بھرت کے ''ناٹیہ شاستر'' میں ملتا ہے۔اس کے بعد کالی داس کے 'وکرم اُروشی' میں نظر آتا ہے۔

شروع شروع میں لفظ اَپ بھرنش کسی خاص زبان کے لیے استعمال نہیں ہوتا تھا۔پڑھے لکھے اَن پڑھوں کی زبان کو''اَپ بھرنش'' یا ''اَپ بھاشا'' کہا کرتے تھے۔سنسکرت میں اَپ بھرنش کے لیے ''ملچھ'' بھی استعمال ہوا ہے۔پروفیسر مسعود حسین خان اپنی معرکتہ الآ را تصنیف مقدمہ تاریخ زبان اردو میں لکھتے ہیں کہ لفظ ''اَپ بھرنش'' ایک خاص زبان کے معنوں میں سب سے پہلے ہیم چندر نے استعمال کیا۔یہ زبان عوام میں اتنی مقبول ہوگئی کہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوگیا۔گجرات،راجپوتانہ اور دوآبہ میں بولی جانے والی اکثر بولیوں پر اس کا گہرا اثر پڑا۔ 800ء سے 1000ء تک دوآبہ کی شورسینی اَپ بھرنش ایک طرح سے سارے شمالی ہندوستان کی ادبی زبان بن گئی۔اپنے آخری دور (1000ء) میں یہ موجودہ زبانوں کی قدیم شکلوں سے ملتی جلتی ہے۔ہندوستان کی جدید زبانوں کی پیدائش پراکرتوں سے نہیں بلکہ اَپ بھرنش سے ہوئی ہے۔جس کا سلسلہ (1) شورسینی اپ بھرنش (2) مگدھی اپ بھرنش (3) اردھ مگدھی اپ بھرنش (4) مہاراشٹری اپ بھرنش سے ملایا جاتا ہے ان میں شورسینی اپ بھرنش ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔شورسینی اَپ بھرنش میں مندرجہ ذیل چار بولیاں شامل ہیں:

1. کھڑی بولی یا ہندوستانی (موجودہ اردو ہندی) 2. راجستھانی 3. پنجابی 4. گجراتی

گجراتی اور راجستھانی کا تعلق شورسینی کی اس شکل سے ہے جسے ناگر اپ بھرنش کہتے ہیں۔ناگر اپ بھرنش کو فوقیت حاصل تھی کیونکہ یہ علمی طبقے میں بھی مقبول تھی۔ناگر نام گجرات کے ناگر برہمنوں کے نام پر رکھا گیا ہے۔

مگدھی اپ بھرنش کا علاقہ وسیع تھا اس لیے مختلف مقامات پر اس کے مختلف نام پڑ گئے۔بہار کی تمام بولیاں اس کے تحت آتی ہیں۔بہار کی بولی کا نام مگہی ہے جو مگدھی کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

اردھ مگدھی اپ بھرنش میں پوربی ہندی (اودھی) آتی ہے۔مہاراشٹری اپ بھرنش کا خاص مرکز موجودہ برار تھا۔سنسکرت میں اس صوبے کو مہاراشٹر کے نام سے پکارا گیا ہے۔

اپ بھرنش میں سنسکرت کے تدبھو (غیر خالص) الفاظ کی کثرت ہے کہیں کہیں عربی الفاظ بھی تلفظ کی تبدیلی کے ساتھ آگئے ہیں۔اپ بھرنش میں لفظ کے آخری مصوتے بہت ہی اختصار سے آتے ہیں۔

MMC LIBRARY

شورسینی اپ بھرنش کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ اس کی کھڑی بولی ایک وسیع علاقے میں بولی جاتی تھی' اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ اس علاقے کی تمام بولیاں ضرور اسی سے نکلی ہوں گی۔ کھڑی بولی کو آج بھی اتنا عروج حاصل ہے کہ ہندوستان کی کسی بھی زبان کو کسی بھی زمانے میں حاصل نہ تھا۔ ادھر راجپوتوں کے زیر اثر دوآبہ کی زبان ''برج بھاشا'' چمکنے لگی اور سارے شمالی ہندوستان میں مقبول ہوگئی۔ اسی دوآبہ کی ایک بولی یعنی کھڑی بولی ہندوستان کی لنگوا فرینکا (Lingua Franca) یعنی رابطے کی زبان سمجھی جاتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. وسطی ہند آریائی کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے؟
2. پراکرت کا پہلا ادبی روپ کون سا ہے؟
3. پراکرت اور اپ بھرنش کے معنی کیا ہیں؟
4. شورسینی اپ بھرنش میں کون سی بولیاں شامل ہیں

1.6 جدید ہند آریائی (1000ء تا حال)

قطعی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ جدید ہند آریائی زبانیں کس سنہ سے شروع ہوئیں۔ ایک اندازے کے مطابق 1000ء جدید ہند آریائی کے آغاز کا زمانہ مانا جاتا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں اہم سیاسی اور تہذیبی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ مسلمان حملہ آور تیزی سے ہندوستان میں اپنے قدم جما رہے تھے۔ شمال و مشرق میں یہ لوگ دسویں صدی کے آخری حصے میں آئے اور اس کے بعد سارے ملک میں پھیلتے رہے۔ محمود غزنوی کی حکومت پنجاب میں تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ قائم رہی۔ محمد غوری نے بارہویں صدی میں پرتھوی راج کو شکست دی' تیرھویں صدی کی ابتدا میں غلام خاندان کی بنیاد دہلی میں پڑی' چودھویں صدی عیسوی میں خلجی حکومت دکن تک پھیل گئی اور تغلق حکومت کے خاتمے پر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں انتشار اور بدامنی پھیلنے لگی۔ سولھویں صدی میں جب مغل سلطنت قائم ہوئی تو اس کے بعد ملک میں مضبوط اور مستحکم حکومت کی بنیاد پڑی۔ اس طرح یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ جدید ہند آریائی زبانوں کی تشکیل کا زمانہ سیاسی لحاظ سے سخت الٹ پھیر کا زمانہ تھا۔ اسلامی تہذیب' معاشرت اور مسلمان فاتحین کی زبانوں کا اختلاط یہاں کی مقامی تہذیب و تمدن اور زبانوں سے ہونے لگا جس سے جدید ہند آریائی کے ارتقا میں کافی مدد ملی۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے اپنی کتاب ''انڈو ایرین اینڈ ہندی'' میں لکھا ہے کہ ''اگر مسلمانوں نے ہندوستان میں فتوحات حاصل نہ کی ہوتیں تب بھی جدید ہند آریائی زبانیں پیدا ہوتیں لیکن انہیں جو سنجیدہ ادبی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اس میں ضرور دیر ہوتی'' پروفیسر مسعود حسین خان کے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد کے ساتھ ایک نیا تمدن اور ایک نئی زبان کی آمد ہوئی۔ انہوں نے سنسکرت کے فسوں کو توڑ کر بہت جلد ہندوستان کی نئی زبان کو اپنے بل پر کھڑا ہونا سکھایا۔

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ اسی لیے جب جدید ہند آریائی سے مختلف قوموں کا ربط و تعلق بڑھتا گیا تو بہت سی زبانوں اور تہذیبوں کا امتزاج واضح نظر آنے لگا۔ ان میں الگ الگ لسانی خصوصیات ظاہر ہونے لگیں۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے ان کی لسانی خصوصیات کے پیش نظر جدید ہند آریائی زبانوں کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہاں ہم چٹرجی کی تقسیم السنہ کے مطابق جدید ہند آریائی زبانوں کا مختصر سا تعارف پیش کرتے ہیں:

1.6.1 سندھی

یہ صوبہ سندھ کی زبان ہے۔ اس کے بولنے والوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سندھی میں عربی و فارسی کے الفاظ کثرت سے شامل ہیں۔ پاکستان میں سندھی' عربی رسم الخط میں ہندوستان میں دیوناگری میں لکھی جاتی ہے۔ سندھی میں صوفیانہ ادب کا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ جدید ہند آریائی زبانوں میں یہ واحد زبان ہے جس پر عربی کا راست اثر پڑا ہے۔

1.6.2 لہندا

یہ مغربی پنجابی کی زبان ہے۔ یہ اپنی قواعد اور فرہنگ دونوں اعتبار سے مشرقی پنجابی سے مختلف ہے۔ اس کا اپنا رسم الخط ہے جسے ''لنڈا'' کہتے ہیں لیکن عموماً یہ فارسی رسم الخط ہی میں لکھی جاتی ہے۔

1.6.3 پنجابی

مغرب میں یہ لہندا یا مغربی پنجابی، شمال اور شمال مشرق میں پہاڑی زبانوں اور جنوب میں بیکانیری بولیوں سے گھری ہوئی ہے۔ مشرق میں اس کے حدود مغربی ہندی کی دو بولیوں یعنی کھڑی بولی اور ہریانی سے ملتے ہیں۔ پنجابی ہی کی ایک شاخ ڈوگری ہے جو جموں میں رائج ہے۔ سکھ مذہب کی وجہ سے پنجابی کو بہت ترقی ہوئی انہوں نے اس کے لیے گرمکھی رسم الخط اختیار کیا۔ امرتسر ضلع گرداس پور کی پنجابی معیاری سمجھی جاتی ہے۔ پنجابی فارسی، گرمکھی اور دیوناگری تینوں رسم خط میں لکھی جاتی ہے۔

1.6.4 گجراتی

یہ گجرات، کاٹھیاواڑ اور کچھ کی زبان ہے۔ جدید گجراتی قواعد کے اعتبار سے مغربی ہندی بالخصوص برج بھاشا سے کافی متاثر ہے۔ اسماء اور افعال کے اعتبار سے یہ مغربی ہندی کی اتباع کرتی ہے جو دکنی کی بھی خصوصیت ہے۔

1.6.5 راجستھانی

یہ مدھیہ پردیش کی زبان ہے۔ یہ شورسینی اَپ بھرنش سے نکلی ہے۔ اس میں قدیم ادب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ ہندی کے ویرگاتھا کال کے کئی راسو راجستھانی میں ملتے ہیں راجستھان کی کئی بولیاں ہیں جن میں مارواڑی، جے پوری، میواتی اور مالوی قابل ذکر ہیں۔ راجستھان کی تہذیبی زبان ہندی ہے۔

1.6.6 مغربی ہندی

گریرسن نے مدھیہ پردیش کی زبان کو مغربی ہندی کا نام دیا ہے جس نے سب سے پہلے مشرقی اور مغربی ہندی میں فرق کیا ہے۔ مغربی ہندی کا براہ راست تعلق شورسینی اَپ بھرنش سے ہے۔ مغربی ہندی کی پانچ اہم درج ذیل بولیاں ہیں

1. کھڑی بولی یا ہندوستانی 2. ہریانوی 3. برج بھاشا 4. قنوجی 5. بندیلی

اردو کا سلسلہ بھی انہیں مغربی ہندی کی بولیوں سے ملتا ہے۔ اس لیے مغربی ہندی کی ان بولیوں کے بارے میں آگے تفصیل سے ذکر آئے گا۔

1.6.7 مشرقی ہندی

مشرقی ہندی میں ماگدھی، اودھی، بگھیلی اور چھتیس گڑھی بولیاں شامل ہیں۔ اودھی لکھنؤ فیض آباد اور الہ آباد میں بولی جاتی ہے۔ اس کا ادب کسی زمانے میں بہت وقیع تھا۔ اس زمانے میں اس بولی کی حیثیت زبان کی تھی۔ اس میں جائسی کی پدماوت اور تلسی داس کی رام چرت مانس یعنی رامائن جیسے شاہکار ملتے ہیں۔ بگھیلی، بندیل کھنڈ کی بولی ہے۔ چھتیس گڑھی مشرقی مدھیہ پردیش میں چھتیس گڑھ کی بولی ہے۔ اس پر مراٹھی اور اڑیہ کا اثر ہے۔ مشرقی ہندی بولنے والوں کی تہذیبی زبان ہندی ہے۔ ماگدھی سے تعلق رکھنے والی زبانوں میں آسامی، بنگالی، اڑیا شامل ہیں۔ اڑیا ہندوستان کی اہم زبانوں میں شامل کی جاتی ہے جس میں مراٹھی الفاظ کثرت سے ملتے ہیں۔ آندھرا پردیش سے قربت کی وجہ سے تلگو الفاظ بھی داخل ہوگئے ہیں۔ اڑیا کی قواعد بنگالی سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ماگدھی سے بہاری زبان کا بھی ارتقا ہوا ہے۔ پروفیسر گیان چند جین کا خیال ہے کہ بہاری بذات خود کوئی زبان نہیں بلکہ یہ تین زبانوں یعنی میتھلی، مگہی اور بھوج پوری کا مجموعہ ہے (عام لسانیات ص 866)۔ بہار میں تین رسم الخط رائج ہیں۔ لکھائی، چھپائی دیوناگری میں ہوتی ہے۔ عام تحریروں میں کیتھی رسم الخط اپنایا جاتا ہے۔

بنگلہ ماگدھی اپ بھرنش کی خاص جانشین ہے۔ ادبی اعتبار سے ہندوستانی زبانوں میں اس کا مقام بہت بلند ہے۔ بنگلہ کا اڑیا پر بڑا اثر ہے۔ بنگلہ کے قدیم شاعروں میں چنڈی داس اور جدید شاعروں میں ٹیگور اور نذرالاسلام کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ اس زبان میں ناول نے غیر معمولی ترقی کی ہے۔ بنگلہ میں ''س'' کا تلفظ ''ش'' اور ''الف'' کو مختصر کرکے 'او' سے بدل دیا جاتا ہے اس کی ادبی زبان سنسکرت سے بہت قریب ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. سنیتی کمار چٹرجی نے جدید ہند آریائی زبانوں کو کن مختلف علاقوں میں تقسیم کیا ہے؟
2. سندھی زبان کی خصوصیات لکھیے۔
3. پنجابی زبان کن تین رسم خط میں لکھی جاتی ہے؟
4. مغربی ہندی میں کون سی پانچ بولیاں شامل ہیں؟ ان کے نام بتائیے۔

1.7 مغربی ہندی

عہد وسطیٰ میں مغربی یو پی کی شورسینی پراکرت (جس کا مرکز متھرا تھا) نے ہندوستان کی ادبی اور معیاری زبان کی حیثیت اختیار کرلی۔ شورسینی پراکرت کے بعد شورسینی اپ بھرنش کا دور آیا۔ اس عہد میں بھی اس علاقے کی اپ بھرنش کو عروج حاصل رہا۔ دو آبے کی شورسینی اپ بھرنش سارے شمالی ہندوستان کی لنگوا فرینکا کی حیثیت رکھتی تھی جو گجرات و مغربی پنجاب سے لے کر بنگال تک رائج تھی۔ 1000ء میں جب ترک پنجاب کے میدان میں داخل ہوئے تو اس وقت شورسینی اپ بھرنش عروج پر تھی۔ اس نے ادبی شکل اختیار کرلی۔ اسی کی بول چال کو گریرسن اور چڑجی نے ''مغربی ہندی'' کا نام دیا اسی سے ہندوستان کی اکثر جدید زبانوں کا آغاز ہوا۔

اس کے شمال مغرب میں پنجابی زبان ہے اور جنوب مشرق میں مراٹھی اور مشرقی ہندی ہے۔ شمال میں یہ پہاڑی بولیوں سے گھری ہوئی ہے۔ مغربی ہندی کی تمام بولیوں کا تعلق شورسینی اپ بھرنش سے ہے، جس سے بے شمار جدید آریائی زبانیں نکلی ہیں۔

مغربی ہندی کے سلسلے میں پانچ بولیاں آتی ہیں۔

1. کھڑی بولی 2. ہریانوی 3. برج بھاشا 4. قنوجی 5. بندیلی

مشہور ماہر السنہ گریرسن نے مغربی ہندی کی ان پانچ بولیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے گروہ میں (او) یا (اَو) کی بولیاں آتی ہیں۔ دوسرے گروہ میں اَ کی بولیاں شامل ہیں۔ پہلے گروہ میں یعنی (او) یا اَو کی بولیوں میں برج بھاشا، قنوجی اور بندیلی آتی ہیں جب کہ دوسرے گروہ یعنی (اَ) کی بولیوں میں کھڑی بولی اور ہریانی شامل ہیں۔

مغربی ہندی کی بولیوں میں کچھ ایسی صوتی، صرفی اور نحوی خصوصیات ہیں جو انہیں دوسری بولیوں سے ممیز کرتی ہیں۔ یہ سب حالتِ تفصیلی میں ہیں۔ کھڑی بولی میں یہ رجحان سب سے زیادہ ہے یہاں مغربی ہندی کی ان پانچوں بولیوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

1.7.1 کھڑی بولی

ضلع انبالہ کی تحصیل انبالہ، ضلع بلند شہر کا شمالی حصہ، بجنور، مرادآباد، رام پور، میرٹھ، مظفر نگر اور سہارن پور کے اضلاع دہرہ دون کے میدانی علاقے میں کھڑی بولی کا ہی چلن ہے۔ میرٹھ، مظفر نگر اور سہارنپور کی کھڑی بولی معیاری سمجھی جاتی ہے۔ مظفر نگر میں تشدید (ّ) کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ ان علاقوں کی کھڑی بولی میں افعال کی صورت یہ ہے کہ ''میں مارتا ہو'' کے ساتھ ''میں ماروں ہو'' بھی کہا جاتا ہے۔ اسماء کی جمع کھڑی بولی میں (اں) سے بنائی جاتی ہے مثلاً عورتاں، قلماں، مکاناں، وغیرہ۔ ضمیر میں تیرا کی جگہ تجھ مجھ بھی ملتا ہے۔ کھڑی بولی کی ابتدائی جھلک اپ بھرنش کی قدیم ترین تصنیفات میں نظر آتی ہے۔ کھڑی بولی ایک طرف دوسری بولیوں کے مقابلے میں قدیم ترین ہے۔ اس کا کوئی نمونہ پندرہویں صدی سے قبل نہیں ملتا تو دوسری طرف مسلمانوں کی آمد سے پہلے یہ میرٹھ اور مضافات میں بولی جاتی تھی۔ اس کے اثرات ہمہ گیر تھے۔ کھڑی بولی اپنے علاقے سے آگے بڑھ کر پنجابی کو بھی متاثر کرتی رہی ہے۔

پروفیسر گیان چند جین نے اس کا نام ''کھڑی'' ہونے کی وجوہات اپنی معرکتہ الآرا تصنیف ''عام لسانیات'' میں درج ذیل بتائی ہیں:

1. برج کے مقابلے میں کھڑی کا لہجہ (اَ) کا ہے اس لیے اسے کھڑی کہا گیا ہے۔ اردو میں (اَ) یا (آ) اور ہندی میں अ اور आ کی ماترا دونوں کھڑے ہیں۔ اس لیے اسے کھڑی کہا گیا ہے۔ اس کے مقابلے میں برج کو جس کا لہجہ (او) کا ہے ''پڑی'' سمجھا گیا۔
2. برج کے مقابلے میں کھڑی میں تشدید کا رجحان زیادہ ہے اور معکوسی مصمتے ڈ، ڑ کا استعمال بھی زیادہ ہے۔ برج میں کھڑی کا ڈ کئی موقعوں پر ڑ اور ر ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے برج میں شیرینی آ گئی ہے۔
3. تیسری توجیہہ کے مطابق کھڑی دراصل کھری ہے۔ کھری بولی یعنی صاف ستھری فصیح۔

اردو اور ہندی دونوں کھڑی بولی کے دو ادبی روپ ہیں۔ اردو کھڑی بولی کا وہ روپ ہے جس میں سنسکرت تت سم الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں اور عربی و فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں:

1.7.2 ہریانی

ہریانی کو بانگڑو اور جاٹو بھی کہتے ہیں۔ دہلی میں یہ زبان جاٹو کے نام سے مشہور ہے کیوں کہ آس پاس کے علاقے میں جاٹوں کی آبادی کثرت سے ہے۔ لوگ اسے گنوارو زبان سے بھی تعبیر کرتے آئے ہیں۔

ہریانی دلی کے شمال مغربی اضلاع کرنال، روہتک، حصار اور گڑ گاؤں میں بولی جاتی ہے۔ ہریانہ میں مسلمانوں کی آبادی قدیم زمانے سے پائی جاتی ہے۔ سلاطین دہلی کے لشکروں میں بھرتی عام طور سے اسی علاقے کے جنگجو قبائل سے ہوتی تھی۔ ہانسی، نارنول اور جھجر کو سیاسی اعتبار سے مختلف زمانوں میں اہمیت حاصل رہی نتیجتاً اس علاقے کی زبان میں کافی الٹ پھیر ہوتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ہریانی میں کبھی کھڑی کے افعال استعمال کیے جاتے ہیں تو کبھی پنجابی کے مثلاً یہاں کھڑی کا ''کرتا'' اور ''کہتا'' کے ساتھ پنجابی اور لہندا کا ''کردا'' اور ''کہدا'' بھی ملتا ہے۔ عبدالواسع ہانسوی کی ''غرائب اللغات'' ہریانی زبان کی پہلی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ ہریانی بھی کھڑی کی طرح (ا) کی بولی ہے۔

1.7.3 برج بھاشا

برج بھاشا کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس کے اسما و افعال اور صفات کے آخر میں او یا اُو آتا ہے۔ ماضی میں یہ بولی بحیثیت زبان، کرشن بھگتی کے ادب کے لیے مخصوص تھی۔ برج میں ہندی کے بڑے شاعر، سورداس نے شاعری کا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ سکندر لودھی کے وقت سے شاہ جہاں کے عہد تک آگرہ ہندوستان کا پایۂ تخت رہا جس کی وجہ سے اس دور میں برج پورے شمالی ہند کی تہذیبی زبان بننے لگی تھی۔

برج بھاشا، شورسینی اپ بھرنش کی سچی جانشین ہے۔ یعنی برج۔ مغربی ہندی کی دوسری بولیوں کے مقابلے میں شورسینی اپ بھرنش اور شورسینی پراکرت کی مجموعی خصوصیات کی حامل ہے۔ شورسین، متھرا کے علاقے کا قدیم نام ہے۔ (برج کے معنی جانوروں کا ''باڑا'' ہیں۔ چوں کہ اس علاقے میں گائے کی بڑی اہمیت ہے اس کی وجہ سے برج کا لفظ وجود میں آیا) برج بھاشا کو شورسینی کی سچی جانشین کہنے کے تین اسباب ہو سکتے ہیں:

1. برج بھاشا ادب کی زبان تھی۔ سنسکرت، پراکرت اور اپ بھرنش میں جو ادب اور قواعد کی کتابیں لکھی گئیں، ان کے بعد تصنیف و تالیف کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور درمیان میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس خلا کو برج بھاشا ہی نے پُر کیا۔ برج کے مقابلے میں کھڑی کے ادبی نمونے بہت بعد کے ہیں۔ البتہ کھڑی کا 'پٹ' اپ بھرنش میں بھی نظر آتا ہے۔ مگر خود کھڑی کا اپنا ادب بہت بعد میں وجود میں آیا جب کہ برج نے اپنے ارتقا کی کئی منزلیں طے کر لی تھیں۔

2. برج کی اس اہمیت کا راز بھگتی تحریک میں بھی ہے۔ اس مذہبی تحریک کا اصل مرکز متھرا کا علاقہ تھا، برج بھاشا جہاں کی خاص بولی تھی۔ اس تحریک کے اپدیشک اپنی بانی کو دور دور تک اسی زبان کے ذریعے پھیلاتے تھے۔ اس طرح برج کے اثرات ملک گیر تھے۔ جس طرح شورسینی اپ بھرنش ایک زمانے میں لاہور سے بنگال تک اثر انداز تھی اسی طرح اس کی سچی جانشین کو بھی وہی قدرت و منزلت ملی۔

3- برج بھاشا کے عروج کو اپنے منتہائے کمال تک پہنچانے کی رہی سہی کوشش بعد کے ادوار میں اس وقت پوری ہوئی جب اکبر اعظم نے راجدھانی کو دہلی سے آگرہ منتقل کیا۔ یہ تبدیلی شاہ جہاں کے دور تک باقی رہی۔ جب شاہ جہاں نے دہلی کو پایۂ تخت بنایا تو شاہ جہاں کے اس اقدام سے قبل برج بھاشا کو سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ اب بازاروں، منڈیوں، محلات شاہی اور سرکاری دفاتر میں جو زبان بولی جانے لگی وہ کھڑی بولی تھی جس کی بنیاد پر اردو زبان قائم ہے۔ شاہ جہاں کی سرپرستی کی وجہ سے ایک نظریے کے مطابق ہماری زبان کا نام 'اردو' پڑ گیا۔ اردو کی پہچان برج کے مقابلے میں بڑی آسان ہے۔ برج بھاشا میں ضمائر کے آخر میں ''او'' یا ''و'' آتا ہے۔ برج کا 'تمھارو' 'تیرو' اردو میں 'تمھارا' اور 'تیرا' ہو جاتا ہے۔ برج کا 'ہمارو' اردو میں 'ہمارا' اور برج کا 'میرو' اردو میں 'میرا' کے طور پر ملتا ہے۔

برج میں فعل 'ماریو' 'مارو' کی بجائے ماریا یا مارا استعمال ہوتا ہے۔ برج میں مستقبل کی جو مختلف شکلیں ملتی ہیں ان میں 'گو' یا 'ہوں' مروج ہیں مثلاً 'چلوگو' یا 'چلوں ہوں' مگر اردو میں 'چلوں گا' یا 'چلتا ہوں' رائج ہے۔

اردو میں اسما بنانے کے کئی قاعدے ہیں ان میں سے (وں) لگا کر بھی جمع بنائی جاتی ہے۔ برج میں صرف (ن) کے اضافے سے بنائی جاتی ہے مثلاً گھوڑوں سے گھوڑن۔

اردو میں فعل مضارع (تا) لگا کر بنایا جاتا ہے۔ جب کہ برج بھاشا میں صرف (ت) لگا کر بنالیا جاتا ہے۔ مثلاً 'کرتا ہے'، 'پھرتا' ہے برج میں کہیں گے 'کرت ہے'، 'پھرت ہے' وغیرہ۔

عام طور پر برج میں (ڑ) کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اس کی بجائے (ر) استعمال ہوتا ہے مثلاً کروڑوں کی بجائے کروروں ساڑی کی بجائے ساری کہیں گے۔

برج میں حروف علت کا زیادہ استعمال ہوتا ہے تشدید کی آواز بہت کم آتی ہے اس کی بجائے الف'و' ی کا استعمال کرتے ہیں۔

برج میں (ل) کی بجائے (ر) کو ترجیح دی جاتی ہے جیسے 'کاجل' سے 'کجرا' 'بادل' سے 'بدریا' وغیرہ۔

امیر خسرو کے عہد میں برج اور کھڑی ایک دوسرے سے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ امیر خسرو کے درج ذیل دوہے میں برج اور کھڑی بولی دونوں کا خوبصورت امتزاج ہے۔

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے رین بھئی چو دیس

1.7.4 قنوجی

مغربی ہندی کی اس بولی کا نام شہر قنوج کے نام پر ہے جو ضلع فرخ آباد میں ہے۔ قنوج ہندوستانی لفظ ہے جسے ہندی میں کنوج کہا جاتا ہے۔ قنوجی شاہ جہاں پور کے شمال میں پیلی بھیت تک بولی جاتی ہے۔ جہاں یہ برج بھاشا سے گھل مل جاتی ہے۔ اس کے مغرب اور شمال مغرب میں برج بھاشا اور جنوب میں بندیلی ہے۔ مشرق اور شمال مشرق میں یہ اودھی سے گھری ہوئی ہے۔ ادبی حیثیت سے یہ برج بھاشا کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہے۔ اس کی اور برج بھاشا کی قواعد میں فرق بھی بہت کم ہے۔ اس کی قواعد کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں برج بھاشا کے برخلاف اُو 'او' پر ختم ہوتا ہے۔ برج اور قنوجی دونوں میں حروف صحیح پر ختم ہونے والے الفاظ کے آخر میں (وا) بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے ہندوستانی 'گھر' قنوجی میں 'گھروا' ہو جائے گا۔ قنوجی میں درمیانی (ہ) گر جاتی ہے جیسے ''کہی ہو'' کی بجائے 'کی او' ہوگا۔

1.7.5 بندیلی

یہ بندیل کھنڈ کی بولی ہے جو شمال میں آگرہ' مین پوری اور ایٹہ کے ضلعوں تک رائج ہے اور شمال مغرب میں' قنوجی اور برج بھاشا سے گھری ہوئی ہے۔ اس کے جنوب مغرب میں راجستھانی بولیاں رائج ہیں۔ جنوب میں اس کے حدود مراہٹی سے ملتے ہیں۔ دوسری بولیوں کے برخلاف اس میں غیر معمولی یکسانیت ہے۔ بندیلی میں ادب کا وسیع سرمایہ ہے۔ بندیلی میں حروف علت میں (ی) عموماً (ے) سے اور (اَو) (اُو) سے بدل جاتا ہے جیسے گیہوں (گے ہوں) 'اور'۔ 'اَور' (اُور) ہو جاتا ہے جیسا کہ بھوپالی اردو میں آج بھی رائج ہے۔ مونث بنانے کے لیے (ن) کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے کتے سے (کتن)۔ ایک لفظ جو ہر جگہ مستعمل ہے وہ ''بہت'' ہے جسے (بھوت) کہا جاتا ہے۔ یہی تلفظ قدیم دکنی میں بھی ادا کیا جاتا تھا اور آج بھی دکن کی بول چال میں رائج ہے۔ ہندی کے مشہور شاعر کیشو داس اور پدماکر نے اسی بندیلی میں شاعری کی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. عہد وسطیٰ میں مغربی یوپی کی کس بولی نے ادبی زبان کی حیثیت اختیار کر لی؟
2. مغربی ہندی کی کتنی بولیاں ہیں؟ نام بتایئے۔
3. کن علاقوں کی کھڑی بولی معیاری سمجھی جاتی ہے؟
4. ہریانی زبان کی پہلی تصنیف کا نام بتایئے۔
5. کیشو داس نے کس زبان میں شاعری کی؟

1.8 خلاصہ

زبان، آواز اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ زبان ہمارے احساسات، جذبات و خیالات کو ادا کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ الفاظ زبان کی ظاہری صورت ہے تو معنی اس کا باطنی حسن ہے۔ الفاظ اور معنی میں باہمی ربط و تعلق اور ہم آہنگی ہی سے ترسیل و ابلاغ میں کامیابی ملتی ہے۔

زبانیں، زماں و مکاں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کی صوتی، صرفی اور نحوی خصوصیات کی بنا پر انہیں ماہرین لسانیات نے مختلف آٹھ خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان آٹھ خاندانوں میں (1) سامی (2) ہند چینی (3) دراوڑی (4) مُنڈا (5) افریقہ کی بانتو (6) امریکی (7) ملایائی اور (8) ہند یورپی کا شمار ہوتا ہے۔ سامی خاندان میں بہت سی اہم زبانیں آتی ہیں۔ عربی اس کی ایک اہم شاخ ہے۔ عبرانی بھی اسی سے نکلی ہے۔ دراوڑی سے ہندوستان کی بہت سی اہم زبانوں کا سلسلہ ملتا ہے۔ یہ زبانیں جنوبی ہندوستان میں رائج ہیں ٹامل، تلگو، کنڑ اور ملیالم اسی کی مشہور شاخیں ہیں لیکن اردو اور ہندی کا جس خاندان سے تعلق ہے وہ ہند یوروپی ہے۔ ہندوستان میں آ کر یہ خاندان اپنے ارتقائی دور میں ایرانی سے گزر کر ہند آریائی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے ہم قدیم ہند آریائی، وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی میں تقسیم کرتے ہیں۔

قدیم ہند آریائی دور 1500 ق۔م سے 500 ق۔م تک شمار کیا جاتا ہے۔ اس دور میں ویدک اور سنسکرت زبانوں کا رواج رہا۔ آریاؤں کے مقامی لوگوں سے میل جول کے نتیجے میں سنسکرت زبان، مقامی زبانوں اور بولیوں سے متاثر ہوتی رہی۔ سنسکرت کے عالموں نے اس زبان کے معیاری الفاظ اور لب و لہجے کو نئے سرے سے منظم کر کے اسے ''شدھ'' اور ''پاک'' کیا۔ اسی لیے اسے سنسکرت کا نام دیا جس کے معنی ''پاک کیے ہوئے'' کے ہیں۔

وسطی ہند آریائی کا 500 ق۔م سے 1000ء تک کا زمانہ ہے۔ جسے ماہرین نے اس کے ارتقائی خصوصیات کے لحاظ سے تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے دور میں ''پالی'' عوام کی مقبول زبان رہی ہے جس میں جین مت اور بدھ مت کی تعلیمات ملتی ہیں دوسرا دور مسیحی سنہ کی ابتداء سے 500ء تک شمار کیا جاتا ہے۔ اس دور میں پانچ پراکرت زبانوں کو بڑی اہمیت حاصل رہی، ان میں (1) مہاراشٹری (2) شورسینی (3) مگدھی (4) اردھ مگدھی اور پیشاچی شامل ہیں۔

تیسرا دور 500ء تا 1000ء پر محیط ہے۔ یہ دور اپ بھرنش کا دور ہے۔ ہندوستان کی جدید زبانیں اپ بھرنش ہی سے پیدا ہوئیں۔ اپ بھرنش سے تعلق رکھنے والی شورسینی اپ بھرنش کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ شورسینی اپ بھرنش میں چار اہم بولیاں آتی ہیں ان میں کھڑی بولی، راجستھانی، پنجابی اور گجراتی شامل ہیں۔

جدید ہند آریائی کے آغاز کا زمانہ 1000ء سے تا حال مقرر ہے۔ یہ زمانہ ہندوستان میں مختلف لسانی، تہذیبی اور سیاسی تبدیلیوں کا زمانہ رہا ہے۔ اس زمانے میں سیاسی اور تہذیبی تبدیلیوں اور ان کے میل جول سے ہندوستانی زبانوں میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان کی الگ الگ لسانی خصوصیات کی وجہ سے سنیتی کمار چٹر جی نے جدید ہند آریائی زبانوں کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں مغربی ہندی کو اردو کے ارتقا میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مغربی ہندی کی پانچ بولیاں ہیں جو دوآبے کی شورسینی اپ بھرنش سے تعلق رکھتی ہیں۔ پہلی کھڑی بولی دوسری ہریانوی، تیسری برج بھاشا، چوتھی قنوجی اور پانچویں، بندیلی۔ کھڑی بولی پر اردو کی بنیاد قائم ہے۔ دیگر چار بولیوں کا اثر بھی کم و بیش اردو پر کہیں نہ کہیں نظر آتا ہے۔

1.9 نمونۂ امتحانی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جواب تیس تیس سطروں میں دیجیے:

1. زبان سے کیا مراد ہے؟ انسانی زندگی میں اس کی اہمیت واضح کیجیے۔
2. وسطی ہند آریائی دور کی لسانی خصوصیات کا جائزہ لیجیے۔
3. ڈاکٹر سنیتی کمار چٹر جی نے جدید ہند آریائی زبانوں کی تقسیم کس طرح کی ہے؟ ان میں سے کن ہی تین زبانوں کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34. IMC LIBRARY

ذیل کے سوالوں کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں دیجیے:

1. زبان اور بولی کا فرق واضح کیجیے۔
2. ہند آریائی کے ارتقا کا جائزہ لیجیے۔
3. ہندوستان میں آریاؤں کی آمد سے یہاں کی زبانوں پر کس طرح کے اثرات مرتب ہوئے؟ بیان کیجیے۔

1.10 فرہنگ

الفاظ = معنی　　الفاظ = معنی　　الفاظ　معنی

ابلاغ = پہنچانا' اشاعت　　امتزاج = ملاوٹ' ہم آہنگی' آمیزش　　تت بھو = ملواں۔ غیر خالص

تت سم = خالص　　ترسیل = روانہ کرنا' بھیجنا　　تنوع = نیاپن' جدت

مستحکم = مضبوط　　مصمتے = Consonents جیسے ب پ ت ٹ وغیرہ

مصوتے = Vowels جیسے ا و ی ـَ ـِ ـُ

ہئیت = بناوٹ' ساخت' شکل وصورت (Form)

صرفی = صَرف سے متعلق (علم صرف میں حروف وحرکات کے تغیر وتبدل اور کلمات کے بنانے کے قاعدے اسم اور فعل کی صورت حال کا اندازہ ہوتا ہے)

مستحکم = مضبوط

نحوی = علم نحو سے متعلق (جس میں کلمات کو ترتیب دینے اور ان کو جدا جدا کرنے کے طور طریق معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک کلمے کا دوسرے کلمے سے ربط وتعلق کیا ہے)

1.11 سفارش کردہ کتابیں

1. مسعود حسین خاں' پروفیسر　مقدمہ تاریخ زبان اردو۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس۔ علی گڑھ
2. چٹرجی' سنیتی کمار　ترجمہ: عتیق احمد صدیقی' ہند آریائی اور ہندی۔ ترقی اردو بورڈ۔ نئی دہلی
3. احتشام حسین' پروفیسر　ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ امین الدولہ پارک۔ لکھنؤ
4. زور محی الدین قادری' ڈاکٹر　ہندوستانی لسانیات - نسیم بک ڈپو - لکھنؤ
5. شوکت سبزواری' ڈاکٹر　اردو لسانیات۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس۔ علی گڑھ
6. گوپی چند نارنگ' پروفیسر　اردو تعلیم کے لسانیاتی پہلو۔ آزاد کتاب گھر۔ دہلی